دَارُالإفتَاء

عذر کی بنا پر صرف عاشورا کا روزہ رکھنا

ادارہ

سوال

کیا حکم ہے اگر کوئی شخص ۹ یا ۱۱ محرم کا روزہ نہ رکھ سکے نوکری یا کسی عذر کی بنا پر، آیا صرف ۱۰ محرم کا رکھنا درست ہے؟

جواب

محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے، رمضان کے علاوہ باقی گیارہ مہینوں کے روزوں میں محرم کی دسویں تاریخ کے روزے کا ثواب سب سے زیادہ ہے، اور اس ایک روزے کی وجہ سے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہِ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں، اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے، بلا عذر صرف دسویں محرم کا روزہ رکھنا مکروہِ تنزیہی ہے۔

آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ابتداءً مکی دور میں اور پھر مدنی دور کے آغاز سے ہی عاشوراء کا روزہ رکھا، اور ابتدا میں آپ ﷺ ہر عمل میں اہلِ کتاب کی مخالفت نہیں کرتے تھے، بلکہ ابتداء اسلام میں بہت سے اعمال میں تالیفِ قلوب کے لیے نرمی کی گئی، مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس مقرر کیا گیا، وغیرہ۔ مدینہ منورہ آنے کے بعد آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اسلام کے حکم کے مطابق عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، جب آپ ﷺ نے یہود کو عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے اس کے متعلق ان سے دریافت فرمایا، چناں چہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ کیسا دن ہے جس کا تم روزہ رکھتے ہو؟ یہود نے کہا: یہ بڑا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو

نجات دی تھی، اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تھا، اس کے شکر میں موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا، ہم بھی اسی لیے روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم موسیٰ علیہ السلام کے طریقے کی پیروی اور اتباع کے زیادہ حق دار اور ان سے قریب ہیں، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی عاشوراء کے روزے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موافقت اور اتباع کا ذکر فرمایا، نہ کہ یہود کی موافقت کا، یعنی ہم یہ روزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موافقت میں رکھیں گے اور ہم انبیاء کرام علیہم السلام کے طریقے کی پیروی کے زیادہ حق دار ہیں۔ بعد میں جب یہود کی مکاریوں اور ضد وعناد کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی مخالفت کا حکم دیا تو اس وقت لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزے کے حوالے سے بھی دریافت کیا، چناں چہ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرم کے دِن روزہ رکھا اور صحابہؓ کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ ایسا دن ہے کہ یہود ونصاریٰ اس کی بہت تعظیم کرتے ہیں (اور روزہ رکھ کر ہم اِس دن کی تعظیم کرنے میں یہود ونصاریٰ کی موافقت کرنے لگتے ہیں جب کہ ہمارے اور اُن کے دین میں بڑا فرق ہے)!! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آئندہ سال اِن شاء اللہ ہم نویں تاریخ کو (بھی) روزہ رکھیں گے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آئندہ سال محرم سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ (صحیح مسلم، ج:۲،ص:۷۹۷)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''تم نویں اَور دسویں تاریخ کا روزہ رکھو اَور یہود کی مخالفت کرو۔'' (سنن الترمذی، ج:۳،ص:۱۲۰)

لہٰذا ماہِ محرم کی دسویں تاریخ یعنی عاشوراء کے روزہ کا سنت (مستحب) ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور قول سے ثابت ہے، اور تشبہ سے بچنے کے لیے نویں تاریخ کے روزے کا قصد بھی ثابت ہے۔

تاہم اگر کسی بنا پر دو روزے نہ رکھ سکے تو کم سے کم دسویں تاریخ کا ایک روزہ رکھنے کی کوشش کرلے، اس روزہ کا ثواب ملے گا، بلکہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: عاشوراء کے روزہ کی تین شکلیں ہیں:

۱-نویں، دسویں اور گیارہویں تینوں کا روزہ رکھا جائے۔

۲-نویں اور دسویں یا دسویں اور گیارہویں کا روزہ رکھا جائے۔

۳-صرف دسویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے۔

ان میں پہلی شکل سب سے افضل ہے، اور دوسری شکل کا درجہ اس سے کم ہے، اور تیسری شکل کا درجہ سب سے کم ہے، اور تیسری شکل کا درجہ جو سب سے کم ہے، اسی کو فقہاء نے کراہتِ تنزیہی سے تعبیر کر دیا

ہے، ورنہ جس روزہ کو آپ ﷺ نے رکھا ہو اور آئندہ نویں کا روزہ رکھنے کی صرف تمنا کی ہو، اس کو کیسے مکروہ کہا جاسکتا ہے؟ فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 144201200448 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

محرم کے مہینے میں نیازِ حسینؓ یا بطور ہدیہ حلیم وغیرہ کا کھانا

سوال

محرم کے مہینے میں نیازِ حسینؓ کھانا یا اگر بطور ہدیہ حلیم وغیرہ آجائے تو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب

''نیازِ حسینؓ'' کے نام سے محرم کے مہینے میں جو کچھ بانٹا جاتا ہے، اس کا کھانا حرام ہے؛ کیوں کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے نام پر ہو، اس کا کھانا حرام ہے۔

اسی طرح ان دنوں جو حلیم تقسیم کی جاتی ہے، اگر اس کے بارے میں یقین ہو کہ یہ غیر اللہ کی نیاز ہے تو اس کا کھانا قطعی طور پر جائز نہیں ہوگا، اور اگر ان دنوں میں کوئی ایصالِ ثواب کے طور پر تقسیم کرتا ہے تو بھی اس کے کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے؛ کیوں کہ آج کے دور میں محرم کے ابتدائے عشرہ میں ''حلیم''، ''شربت'' وغیرہ بنانے کا التزام اہلِ باطل کا شعار بن چکا ہے، اس لیے اہلِ باطل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ان دنوں میں اس طرح کی مخصوص اشیاء کے ساتھ ایصالِ ثواب کرنا بھی جائز نہیں، اور اس کا کھانا بھی جائز نہیں، مکروہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' (البقرۃ: ۱۷۳)

اس آیت کے ذیل میں حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''یہاں ایک چوتھی صورت اور ہے جس کا تعلق حیوانات کے علاوہ دوسری چیزوں سے ہے، مثلاً مٹھائی، کھانا، وغیرہ جن کو غیر اللہ کے نام پر نذر (منت) کے طور سے ہندو لوگ بتوں پر اور جاہل مسلمان بزرگوں کے مزارات پر چڑھاتے ہیں، حضرات فقہاء نے اس کو بھی اشتراکِ علت یعنی تقرب الیٰ غیر اللہ کی وجہ سے ''مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' کے حکم میں قرار دے کر حرام کہا ہے، اور اس کے کھانے پینے دوسروں کو کھلانے اور بیچنے خریدنے سب کو حرام کہا ہے۔'' (معارف القرآن، سورۃ البقرۃ (۱/ ۴۲۴)، ط: مکتبہ معارف القرآن، کراچی)

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 144212202125 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

..... ✿ ..... ✿ ..... ✿ .....